ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

# سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابدی و آفاقی اعلانِ رسالت و ختمِ نبوت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعاً (الاعراف۔آیت:۱۵۸)

اے انسانو! تحقیق بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کے لیے۔

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا کہ وہ اپنی رسالت کا اعلان فرمائیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے سکھائے ہوئے لفظوں کو دھرایا اور تمام انسانوں کو مخاطب بنایا۔ وہ انسان جو عہدِ رسالت مآب میں زندہ تھے یا عہدِ رسول مبین کے بعد پیدا ہوئے یا ازمنہ وسطیٰ میں صفحۂ ارضی پر اپنے اعمال کی چھاپ چھوڑ گئے یا قیامت تک آنے والے انسان جو اپنی عملی زندگی کے نشانات کتابِ ارضی میں ثبت کریں گے، وہ سرخ وسفید ہوں، کالے ہوں یا گندمی، عرب ہوں یا عجمی سبھی اس خطاب کے مخاطب ہیں۔ یہ خطاب رسولِ زمان ومکان کی قید سے آزاد اور قومیت ووطنیت سے بھی ماوراء ومنزہ ہے۔

اور وہ انسان بھی جو کسی نسبت کے مقید ہیں یعنی یہودی، عیسائی، صابی، مجوسی، زرتشتی، بدھسٹ، بالمیکی، ہندو، مظاہر پرست، نجوم وکواکب پرست، اصنام پرست، اشخاص پرست، اور وہ مخلوق بھی جسے عہدِ جدید کی تحقیقات انسان کہے۔ برفانی انسان (اگر وہ انسان ہے) سب اور اس کائنات میں جہاں کہیں بھی زمینوں، آسمانوں میں انسان نام کی کوئی مخلوق دریافت ہو وہ سب اس خطابِ عام میں شامل ومخاطب ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب قیامت تک اس فضاء بسیط میں گونج رہا ہے۔

جدید تحقیقات نے اب یہ بات ثابت کردی ہے کہ ماضیٔ قریب وبعید کی تمام آوازیں فضاء میں موجود ہیں اور محفوظ کی جاسکتی ہیں۔ اس حوالہ سے بھی یہ صدائے اعلانِ رسالت ہر لحہ وہر آن صوتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آفاقی لہروں سے فضا میں ارتعاش پیدا کررہی ہے اور بار بار یہ اعلان اپنی پکار، اپنی نوعی اور معنوی دعوت کی طرف متوجہ کررہا ہے کہ اے زمین وآسمان میں بسنے والے انسانو! اے تمام زمانوں کے انسانو! اے تمام مکانوں کے انسانو! میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اس آیت کریمہ کا اعلان عام ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کی بڑی روشن دلیل ہے کہ جب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت تمام زمانوں اور مکانوں کے انسانوں کے لئے ہے اور ایسا کوئی زمانہ ہے نہ ایسی کوئی جگہ ہے جہاں جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت اور عصمت وامامت کا علم نہ لہرایا گیا ہو اور جہاں یہ اعلانِ رسالت براہِ راست یا بالواسطہ نہ پہنچا دیا گیا ہو اب کسی زمانہ وکسی جگہ میں کوئی نبی پیدا ہوگا تو کیوں؟ اس کی ضرورت کیا ہے؟ وہ آکر کیا کرے گا؟ کیا سنائے گا؟ کیا سکھائے گا؟ کس کا تزکیہ کرے گا؟ کسے حکمت سکھائے گا؟ کیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ رسالت سے بڑھ کر کوئی نیا اعلان کرے گا؟ یا وہ اس اعلان کے مساوی رتبہ پاکر اعلان کرے گا؟ یا وہ اس سے کمتر درجہ پر فائز

ہوکر اعلان کرے گا؟ ظاہر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ماضی میں کوئی نہ بڑھ سکا، آپ کے عہدِ خیر وبرکت میں کوئی برابر نہ ہو سکا۔ کسی کا چراغ نہ جل سکا، برابر ہونا اور چراغ جلانا تو بڑی بات ہے۔ اس پورے عہد میں کوئی بھی نہ ٹھہر سکا۔ بہتوں نے سر توڑ کوشش کی۔ لسانی، جسمانی اور مادی توانائیوں سے لیس ہوکر بیسیوں مدمقابل ہوئے مگر ''فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْل'' (سورۃ الفیل) وہ کھائے ہوئے بھوسے کی طرح بنادیئے گئے اور جو آپ سے رتبہ میں چھوٹے تھے وہ سب کے سب اللہ نے ماضی میں نبوت ورسالت کے ابتدائی وارتقائی مراحل میں بھیج دیئے۔ وہ آئے اور صرف اپنی قوموں کو سنوارنے کے لیے آئے اور ان سب سچوں نے (علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات) نے اپنی اپنی نبوت ورسالت کی راجدھانی میں ادائیگی فرض میں ان کمالاتِ فائقہ کا مظاہرہ کیا اور ایسی مضبوط وقوی جدوجہد فرمائی اور ایثار وقربانی کے ایسے نقوش جریدۂ عالم پہ ثبت کیے کہ انسانی مزاجوں کی ارضِ ناہموار ایک بہت بڑے آنے والے کے لیے ہموار کردی اور ان تمام انبیاء صادقین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) نے پنے اپنے عہد میں اس سب سے عظیم وبزرگ آنے والے کی بشارتیں بانٹیں، حسنِ مستقبل کی خوش خبری دی۔

يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ (سورۃ الصّف: آیت ۶)

میرے بعد (اب) جس نے آنا ہے ان کا نام نامی ہے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

جب پوری انسانیت کو ایک کے انتظار میں سنوارا سجایا اور وہ آنے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگئے۔ جو سب سے اعلیٰ تھے۔ جو نبوت ورسالت کے ارتقاء وکمال کی انتہاء تھے۔ اب اگر کسی نے آنا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ چڑھ کر آئے۔ اب جو آپ سے کم تر درجہ کا پیدا ہوتو عروج سے زوال کی طرف آنے والی بات ہے اور عظمت سے پستی کی طرف آنے کا تصور بھی کونین کی ہلاکت کے مترادف ہے۔ چہ جائیکہ سب چھوٹوں سے بھی چھوٹا نہیں چھوٹا ہی نہیں حقیر اور صرف حقیر نہیں حقیر ترین ہمیں اپنی حقیر ترین شخصیت کی طرف بلائے۔ اس امت کی اس سے زیادہ بے عزتی اور کیا ہوسکتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے بڑی توہین اور کیا ہوسکتی ہے کہ انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شمولیت کو فخر سمجھیں اور اپنے امتیوں کو حضور کی اتباع میں دیکھ فرحت وانبساط کا اظہار کریں اور ایک حقیر ترین شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت گرامی کو اپنی اتباع کی طرف پکارے۔ بغاوت اور کسے کہتے ہیں یہی تو بغاوت ہے۔ نبوت ورسالت محمد کی، عباءِ ختمِ نبوت محمد کی، امت محمد کی اور اطاعت مرزا غلام احمد کی! (لعنة اللّٰه عليه وعلىٰ آلهٖ واعوانهٖ وانصارهٖ)

ببیں کہ از کہ بریدی وبا کہ پیوستی

اب انسان اس چھوٹے، کھوٹے اور جھوٹے موٹے کے پیغامِ نافرجام کے منتظر ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ......قیامت تک، آپ کی رسالت......قیامت تک، آپ کی امامت......قیامت تک، آپ کی امت......(وہ تمام انسان جو قیامت تک آئیں گے) قیامت تک، تو مسٹر گاما قادیانی کس نسل کے لئے ہے؟ اور کس زمانے کے لئے ہے؟ اور وہ بحیثیت مجدد مہدی خلیفہ و امام اور بحیثیت نبی کیا کرے گا آکر؟ کیا دین میں کوئی کمی ہے جسے وہ پورا کرے گا آکر؟ کیا نبوت میں کوئی نقص تھا جس کی اس نے تکمیل کرنی ہے؟ کیا انسان دینِ اسلام اور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیر ہو چکے ہیں؟ (معاذ اللہ) جو گاما ان کی پیاس بجھائے گا:

حضرتِ ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرش راہ
کوئی مجھ کو یہ تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا

اب تو جو بھی اس وادی میں قدم رکھے گا ذلیل ورسوا ہوگا۔ منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ پھر قرآن حکیم میں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت وآمد کا ذکر سابقہ نبیوں نے فرمایا۔ اگر حضور علیہ السلام کے بعد بھی سلسلۂ نبوت ورسالت باقی رہنا ہوتا تو یقیناً قرآن کریم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانی اس کی تفصیل بیان ہو جاتی تو ہم سمجھتے کہ ابھی نبوت تکمیل کے مراحل میں ہے اور ابھی یہ اپنے عروج، کمالِ ارتقاء، اور منتہاءِ مقصود تک نہیں پہنچی۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہوا بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبوت ورسالت کو ارتقاء کی تمام گھاٹیوں، منزلوں اور مرحلوں سے گزار کر عروج وکمال کی انتہاء تک پہنچا کے یہ سلسلہ مکمل کر دیا۔

اَلْیَومَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (المائدہ: آیت ۳)

آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔

یعنی دونوں چیزیں اپنے کمال پر پہنچ چکی ہیں ان میں کوئی کمی، نقص، عیب، ضعف وکمزوری یا نارسائی کی کوئی بات نہیں رہی۔ نبوت ورسالت اور پیامِ نبوت ورسالت دونوں اللہ کی طرف سے ہدایت کے لیے بے مثال وباکمال ہیں۔ اب نہ تو کوئی پیام باقی ہے جو نازل کیے جانے کے قابل ہے۔ اور نہ ہی کوئی ایسا شخص ہے جو نبوت کا اہل ہے اور امام الانبیاء وخاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے بڑے بلیغ پیرائے میں یہ اعلان کرنے کو فرمایا۔ چنانچہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمایا:

مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِن رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب: آیت ۴۰)

محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے (یا نبیوں پر مہر)

اللہ پاک نے اس آیتِ کریمہ میں حقیقتِ باطنی کو الفاظ کے ظاہری جسم میں منتقل فرما دیا کہ میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ نبوت نے اپنے تمام مراحل کا عبوری سفر کر کے اپنی منزل پالی ہے اور یہ تو صدیوں کا سفر کر کے یہاں پہنچی ہے اور منزل پر پہنچنے کے بعد کون ہے جو اس منزل سے نکلے اور کون ہے جو عظمتوں کی بلندی کے بعد ذلتوں کی پستی میں اترے۔

بعض لوگ غلام احمد کی ابلیسی تاویلات کو پیش کرتے ہیں اور اس کے ماننے والے موذی بھی لباسِ تاویل میں ملبوس اور دھوکہ وفریب میں مصروف نظر آتے ہیں وہ اس آیتِ کریمہ کے مضمون میں مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تو چار لڑکے تھے اور تم کہتے ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تم میں سے کسی کے باپ نہیں۔

حالانکہ جواب قرآن کے لفظوں میں موجود ہے من رجالکم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ بچوں کے باپ کی نفی نہیں فرمائی۔ مرد کی نسبت نفی ہے۔ ظاہر ہے حضور علیہ السلام چار بچوں کے والد ماجد تو تھے جو بچپن میں ہی موت نے آلیے اور وہ مرد نہ بن سکے۔ مرد تو علی المرتضیٰ بنے اور ظاہر ہے وہ بیٹے نہیں (چچا زاد) بھائی تھے۔ زید اور اسامہ رضی اللہ عنہما یہ سب امتی اور غلام ہی تو تھے، صلبی اولاد نہ تھے۔ اور اگر کوئی اس پر اصرار کرے کہ علی، زید، اسامہ یا کوئی اور اولاد ہی تھے تو قرآن کریم نے اس کی نفی فرما دی۔

وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَاءَ کُمْ اَبْنَائَکُمْ ذَالِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاھِکُمْ (سورۃ احزاب: آیت ۴)

تم جنھیں منھ سے بیٹا کہہ کے پکارو وہ تمہارے بیٹے نہیں بلکہ یہ تو صرف منہ کی بات ہے

ویسے عظمت ورحمتِ نبوت کی عمومیت کے اعتبار سے تو آپ ساری امت کے مرد وزن کے والدِ ماجد ہیں۔ سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامت تک کے پیدا ہونے والی نسلِ آدم اولادِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے (عظمۃً) یہ بھی ایک مفہوم ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ عالی کا۔ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ (مشکوٰۃ: ص ۵۱۱)

''بے شک تحقیق میں تمہاری اکثریت پر دوسری امتوں کے مقابلہ میں فخر کروں گا۔''

مرزائیوں کا نامعقول اور تلبیسی عمل یہ بھی ہے کہ جو مسلمان دینی تعلیم کی نعمت سے محروم ہیں۔ زبان و بیان، لغت اور گرائمر تک سے قطعاً ناآشنا ہیں گو جدید تعلیم یافتہ ہیں اِنھیں لفظ ''خَـاتِـمُ'' کے لغوی معنیٰ میں الجھا کر چت کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اس صدی کے ہمارے اسلاف امام المحدثین حضرت مولانا انور شاہ کشمیری، حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی، امام المناظرین حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری، امیر المناظرین حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی اموی، (رحمہم اللہ تعالیٰ) اور دیگر بزرگانِ ملت ورہنمایانِ امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) نے اس موضوع پر اس قدر علمی خدمت کی ہے کہ عام اردو پڑھنے والا مسلمان بھی اگر تھوڑی سی توجہ کرے تو یہ مشکل نہایت آسان ہو جاتی ہے۔

(۱)......لفظ ''خَاتَمِ'' اگر زبر اور زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کے معنی ہیں نگینہ اور مہر جس پر نام یا عبارت کندہ کرائی جائے۔

(۲)......''خاتِمَ'' زیر اور زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا معنیٰ انگوٹھی بھی ہے۔

(۳)......زیر اور زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو آخر القوم' قوم کا آخری فرد بھی اس کا معنیٰ ہے۔

(۴)......زیر اور زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو گھوڑے کے پاؤں کی سفیدی کو بھی کہتے ہیں۔

(۵)......زیر اور زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کے معنی گدی کے نیچے کا گڑھا ہے۔

(لسان العرب، تاج العروس، صحاح جوہری، قاموس، منتہی الادب وغیرہ دیکھئے)

اب مرزائی بتائیں ان پانچوں معنوں میں سے کون سا معنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال کرنا وہ پسند کرتے ہیں، ان معنوں میں سے کوئی معنی باعتبارِ فصاحت و بلاغت، اور زبان و بیان کے قواعد وضوابط کی رو سے ادبِ جاہلی سے لے کر آج تک کوئی ایک شعر، ایک جملہ، ایک قاعدہ وضابطہ بیان کریں جس سے کسی عام انسان کو ان مذکورہ بالا معنوں سے منسوب کیا گیا ہو چہ جائیکہ ان معنوں سے انبیاء کے امام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا، لکھا اور پڑھا جائے۔ میرا تو خیال ہے کہ عربی زبان کی بلاغتوں اور نزاکتوں کے شناسا کفار بھی یہ حماقت کبھی نہ کریں جو غلام احمد نے کی۔

لیجئے اب لفظ ''خاتم'' کے وہ معنی بھی ملاحظہ فرمائیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و مَجدُ کے مناسب ہیں اور عقل و شعور کو جلا بخشتے ہیں۔

(۱)......لفظ ''خاتِم'' کو اگر زیر سے پڑھا جائے تو یہ اسم فاعل ہے جس کے معنی ہیں ختم کرنے والا اور اگر

(۲)......لفظ ''خاتَم'' کو زبر سے پڑھا جائے تو اس کے معنیٰ ہیں مہر

زبان کو اہلِ زبان ہی جانتے ہیں اور اہلِ علم وعقل، ماہرینِ اَلسنہ کی بات کو ہی وزن دیتے ہیں۔ اہلِ عرب نے لغتِ عرب کی جس طرح چھان پھٹک کی ہے وہ پوری کائنات میں منفرد ہے اور ماہرین لسانِ عرب' عجمیوں نے بھی اس زبان کی جس قدر خدمت کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے لیکن انھوں نے بھی عربی زبان کے ملفوظات اہلِ عرب کے جمع کیے ہیں۔ ایسا نہیں ہوا کہ انھوں نے عربی زبان کے لغوی معنیٰ یا مناسبتی معنیٰ خود مرتب کیے ہوں۔

آیتِ محوّلہ بالا میں خاتم النبیین میں لفظ ''خاتِم'' کی تا کو اگر زیر سے پڑھیں تو معنی یوں ہوں گے:

''وہ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں''

اور اگر ''خاتَم'' کی تاء کو زبر سے پڑھیں خاتَم النبیین تو معنی یوں ہوں گے: ''وہ نبیوں پر مہر ہیں''

ان دونوں معنوں میں نبوت ختم ہونے کی حقیقت اجاگر ہوتی ہے۔اجراءِ نبوت کا فراڈ واضح نہیں ہوتا۔مرزائیوں نے اس لفظ کے معنیٰ بدلنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے اور دنیا جہان کے قاعدوں، ضابطوں کو توڑ تاڑ کے لفظِ ''خاتَم'' (زبر کے ساتھ) کا معنی کیا ہے افضل یعنی خاتَم النبیین کے معنی ہیں ''تمام نبیوں سے افضل ہیں۔'' (احمدیہ پاکٹ بک مطبوعہ دسمبر ۱۹۴۵ء قادیان، صفحہ ۴۹۷)

جس کے لیے انھوں نے صرف ونحو کے قواعد، یا لغتِ عرب، یا بلاغت ومعانی کی کسی کتاب کا حوالہ تک نہیں دیا بلکہ اپنی خود ساختہ فریب کاریوں کو لسانِ عرب پر تھوپ کر معنیٰ تیار کر لیے۔ زبان عربوں کی، قرآن عربی میں اور قاعدہ وقانون غلام احمد قادیانی کا:

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

حالانکہ لغتِ عرب کی سابقہ تشریحات کے علاوہ قرآنِ کریم کی تلاوت کے سلسلہ میں فنِ تجوید کی قانونی پابندیاں پوری امت نے تسلیم کی ہیں۔ اور وہ قراءِ گرامی رحمہم اللہ پوری امت سابقہ وموجودہ کے ہاں غیر متنازعہ شخصیتیں ہیں انہوں نے اس کی تلاوت کی دو روائتیں بیان کی ہیں۔

لفظ ''خاتِم'' کی تاء کو صرف دو قاریوں نے زیر کے ساتھ پڑھا ہے اور وہ دو بزرگ ہیں:

(۱) حضرت حسن (۲) حضرت عاصم (رحمۃ اللہ علیہما)

باقی تمام قراءِ کرام ورش، قالون، دوری، کسائی کے ہاں ''خاتَم'' تاء کی زبر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ یعنی اکثریت کے ہاں خاتَم مختار ہے اور یوں لغوی اور تجویدی تحقیق کے اعتبار سے آیتِ مذکورہ میں خاتم النبیین کے وہی دو معنیٰ ہو سکتے ہیں جو اوپر ذکر کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا بھر کے مفسرین رحمہم اللہ نے بھی یہی معنیٰ کیے ہیں۔ مرزائی پوری امت کے اعاظم وعوام سب کے معتقدات، تحقیقات اور علمی وقانونی ضابطوں کے خلاف اپنی پوتھی اور بھاشن کو ہم پر ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ یہ کہاں کی علمیت وشرافت ہے۔

سیدھی بات ہے جس طرح غلام احمد قادیانی نے امام الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوتِ صادقہ کی اپوزیشن عیسائیوں کے ساتھ الحاق کر کے نبوتِ کاذبہ کی داغ بیل ڈالی۔ اسی طرح اس کے پیروکاروں نے ایک بہت بڑے دجل اور جھوٹ کو ثابت کرنے کے لیے نئی لغت اور اس کے لیے نئے قواعد وضع کر لیے:

ایں کار از تو آید وخبثاء چنیں کنند

(مارچ ۱۹۸۸ء)

**گجرات میں مرکز احرار، مدرسہ ومسجد ختم نبوت کا قیام**

ضلع گجرات نیو ماڈل ٹاؤن میں مسجد احرار کے قیام کے لیے ایک صاحب نے ایک کنال جگہ وقف کی اس کا سنگِ بنیاد ۶ رنومبر ۲۰۰۶ء کو امیر مجلس احرار اسلام پاکستان ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ اور نواسہ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری نے رکھا۔ اللہ پاک نے سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کی آرزو کو پورا کیا۔ احباب ومخلصین اس دینی مرکز کی تعمیر میں تعاون فرمائیں۔

الداعی: حافظ ضیاء اللہ قریشی۔ منتظم مدرسہ محمودیہ ناگڑیاں ضلع گجرات

فون: 053-7650025۔ موبائل: 0301-6221750